مجلس دعوۃ الحق پرنام بٹ کا تبلیغی و اصلاحی ترجمان

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق جولائی - اگست ۲۰۲۴ء

ہم کو کسی نہ کسی کام سے بھیجا گیا ہے

جب ہم کو دنیا میں بھیجا گیا ہے تو ظاہر ہے کہ کسی نہ کسی کام سے بھیجا گیا ہے، کیونکہ کوئی جب کہیں بھیجا جاتا ہے تو اس کے ذمہ کوئی نہ کوئی کام سپرد ہوتا ہے، اب یہ کہ جو کام سپرد ہوتا ہے وہ کام کرتے ہیں یا نہیں کرتے، کام کرے گا انعام ملے گا، نہیں تو پھر سزا ملے گی، پوسٹ مین نے کام کیا، خط بانٹے، منی آرڈر بانٹے، شام کو واپس ہو گیا، عزت کے ساتھ آیا، عزت کے ساتھ واپس گیا، تنخواہ ملے گی، ترقی ملے گی اب اگر بجائے کام کرنے کے روپیہ لے کر بھاگ گیا اور خطوط ضائع کر دیئے تو کیا ہوگا؟ جیل خانہ جائے گا ذلت ورسوائی ہوگی، یہاں تو یہ ہے کہ جرم کر کے کوئی دوسرے ملک چلا جائے تو بچ سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ملک سے کہاں جا سکتا ہے؟ ہر جگہ کے بادشاہوں کے وہ بادشاہ ہیں یعنی احکم الحاکمین ہیں، مالک بھی ہیں اسی کو قرآن پاک میں فرمایا گیا:

”کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے“۔ (سورۃ النور: ۱۱۵)

شیخ المشائخ عارف باللہ المنتسب حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ماہنامہ

دعوۃ الحق

محرم الحرام ۱۴۴۶ھ مطابق جولائی-اگست ۲۰۲۴ء جلد:۲۱ شمارہ:۱۰

بانی و بفیضِ دُعا

شیخ المشائخ عارف باللہ محی السنہ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست

طبیب الامت مرجع العلماء عارف باللہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم

ناظم اعلیٰ مرکز مجلس دعوۃ الحق

مدیر اعلیٰ

حکیم وصی اللہ

ناظم مقامی مجلس دعوۃ الحق

مدیر مسئول

مولانا قاری محمد عارف رحیمی صاحب

ترتیب وتقدیم

علمائے مقامی مجلسِ دعوۃ الحق

طابع وناشر

طابع وناشر حکیم وصی اللہ نے

جے۔یم۔پراسس چینئی سے چھپوا کر دفترِ دعوۃ الحق پرنام بٹ سے شائع کیا

اندرون ملک

قیمت فی پرچہ..... ۱۰ روپے

سالانہ زرِتعاون..... ۱۰۰ روپے

ششماہی زرِتعاون..... ۵۵ روپے

منجانب

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ

خط وکتابت وترسیل کا پتہ

مقامی مجلس دعوۃ الحق، پرنام بٹ، ٹملناڈو۔(انڈیا)

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810.
(Vellore Dist. Tamil Nadu) INDIA
Email: mudeer@dawatulhaq.in
www.dawatulhaq.in

آئینہ

ہر نصیحت ہمارے لئے آئینہ ہے آیئے اپنی سدھار کی فکر کریں

شمار	عناوین	شخصیات	صفحہ
۱	ذکر وفکر	مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب شیروانی رحمۃ اللہ علیہ	۳
۲	خزائن القرآن	حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم	۷
۳	خزائن الحدیث	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۱۴
۴	اشرف النصائح	حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ	۱۷
۵	معارفِ ابرار	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۱۹
۶	فیضانِ کلیم	طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت شاہ حکیم محمد کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم	۲۱
۷	دردِ دل کی آہ وفغاں	مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ	۲۳
۸	دُرویش کی پند ونصائح	حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ	۲۵
۹	سیرتِ خاصانِ حق	عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڈھی نور اللہ مرقدہٗ	۲۷
۱۰	دردِ محبت	از: علامہ عبدالرشید نسیم طالوت رحمہ اللہ	۲۸
۱۱	مسائل واحکام	فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ	۲۹
۱۲	انوارِ سنت	عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ	۳۰
۱۳	مہلکات	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۱
۱۴	اسلامی عقائد	شیخ المشائخ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ	۳۲

نفس کی ہر وقت دیکھ بھال کرتا رہے، نفس کی چال بڑی باریک اور خفیہ ہوتی

دینی کتب ورسائل کا احترام ہر مسلمان کا فرض ہے

محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

مؤمنین کا تقویٰ موت تک

مسیح الامت حضرت مولانا محمد مسیح اللہ خان صاحب شیروانی رحمۃ اللہ علیہ

موت کے وقت تک مؤمنین سے تقویٰ کا مطالبہ ہے، ظاہری اعمال مامور بہا اور منہی عنہا کے متعلق بھی اور باطنی اخلاق وعقائد اوامر ونواہی کے متعلق بھی، اور باطن کیا ہے؟ مثال کے طور پر تکبر ہے، حسد ہے یہ باطن سے متعلق ہیں جیسے شراب پینا چھوڑا ہے جو ظاہر سے متعلق تقویٰ ہے ویسے ہی تکبر کو چھوڑنا بھی ضروری ہے جو باطن کا تقویٰ ہے، یہ کیا بات ہے کہ تم نے شراب تو چھوڑ دی اور تکبر نہیں چھوڑتے۔ جب خدا تعالیٰ کے خوف سے شراب چھوڑی ہے تو خدا کے خوف سے تکبر کیوں نہیں چھوڑا، معلوم ہوتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے، یہ محاورہ ہے، شراب پینا خدا کے خوف سے نہیں چھوڑی بلکہ اس لئے چھوڑی ہے کہ پینے کے وقت یہ خیال رہتا ہے کہ شراب پینا خاندان کی شرافت ونجابت کے خلاف ہے عزت کے خلاف ہے، اس سے لوگوں میں بدنامی ہوگی، اس لئے چھوڑی ہے خدا کے خوف یا حکم خداوندی کے خلاف سمجھ کر نہیں چھوڑی، ارے اس کو حکم خداوندی کے خلاف سمجھ کر اور خوف خدا کی وجہ سے چھوڑا تھا تو تکبر کو کیوں نہیں چھوڑا؟ ڈکیتی، چوری کرنا تو چھوڑ دی کہ لوگوں کو معلوم ہوگا تو دشواری اور شرمندگی ہوگی لیکن چھپ کے جیب میں سے نکال لینا نہیں چھوڑا، تو کیا یہ چوری نہیں ہے؟ اچکن والا تو موجود نہیں ہے جس کی جیب میں سے نکال رہا ہے اور کوئی بھی موجود نہیں ہے لیکن خدا تو موجود ہے وہ ذات

احکم الحاکمین تو دیکھ رہی ہے کہ فلاں کی جیب میں سے پیسے نکال کر لے جارہا ہے اسی طرح چوری تو چھوڑی، جھوٹ بولنا، غیبت کرنا وغیرہ کیوں نہیں چھوڑا؟ اس لئے کہ سب کررہے ہیں اس کو کوئی عیب ہی نہیں جانتا۔ اَرے مؤمن ہوکر اس کا عیب ہونا تری نگاہ سے ایسا نکلا، کیا نہیں جانتا کہ یہ سب کفار ومشرکین کے کام ہیں؟ یہ تیرے اندر کفر وشرک کا کام ہورہا ہے رشوت لینا، سود (بیاج) لینا یہ تو کفر وشرک والوں کے کام ہیں تُو تو مؤمن ہے پھر تجھ سے سود لینا کیسے ہوا؟ یہ تو تُو بندوں کا حق تلف کررہا ہے، شرک والوں کا کام کررہا ہے اور پھر دعویٰ کررہا ہے اَنَا مُسْلِمٌ مُؤْمِنٌ (میں مسلمان ومؤمن ہوں)۔

یہ شریعت کا دوسرا منفی پہلو ہے شریعت کا مثبت پہلو تھا وہ پہلو کرنے کا تھا جس کو حضرت والا قدس سرہ العزیز کے واقعات کے ضمن میں بیان کیا گیا اور یہ منفی پہلو ہے کہ جس طرح کفر وشرک کو اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے چھوڑا ہے اسی طرح حسد، کبر، رشوت، سود کو بھی خدا کے خوف سے ترک کرو، یہ کیسا خوف ہے کہ بعض گناہوں کے ترک پر تو آمادہ کرتا ہے اور بعض پر نہیں۔ خدا تعالیٰ کا خوف تو ہر جگہ کیلئے ہے اور موت تک ہے اور ہر ہر معاملہ کے اندر ہے، جب تم مؤمن ومسلم ہو تو اس کا حق تقویٰ اختیار کرو، اطاعتِ کاملہ اعمالِ ظاہرہ اور اخلاقِ باطنہ میں مدنظر رکھو، یہی عبادت کی حقیقت ہے، اسی کو حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ کہ اے میرے پیارے محبوب محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ آخر الزماں خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے رب کی عبادت کرتے رہو موت کے وقت تک۔ وَاعْبُدْ فرمایا ہے کہ عبادت کرتے رہو، صرف صَلِّ (نماز پڑھو)

نہیں فرمایا، صُمْ (روزہ رکھو) نہیں فرمایا، زَكِّ (زکوٰۃ دیتے رہو) نہیں فرمایا، وَاعْبُدْ فرمایا ہے نماز روزہ اور عبادت میں یہی فرق ہے کہ عبادت تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد کو شامل ہے جس کا تھوڑا سا نقشہ، گوشوارۂ زندگی ترتیب کے ساتھ چلنے کا احقر نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس میں ظاہریات کے ساتھ کچھ باطنیات کا بھی بیان ہوا اور عبادت کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی کہ عبادت ایک، دو چیز کے اندر محصور و محدود نہیں ہوگئی ہے بلکہ اس کا مفہوم ایسا عام ہے کہ تمام احکام شرع کو حاوی ہے اور عبادت کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس لئے دیا گیا ہے کہ جب آپ خود امت کے سامنے جس طرح حکم ملا ہے نہیں کریں گے تو اُمت کو کیا معلوم ہوگا کہ کس طرح کیا جائے گا۔ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو پیغامِ حق سنانے اور تبلیغ کرنے کے مکلف تھے اسی طرح آپ اس کے بھی مکلف تھے کہ کر کے دکھائیں، یہ نہیں کہ آپ مخلوق کو تعلیماتِ اسلام اور طریقِ عبادت کے سکھانے اور فرضِ منصبی کی حیثیت سے تبلیغِ اسلام میں لگے رہنے پر ہی اکتفاء کریں بلکہ جو کچھ آپ تعلیم و تبلیغ فرما رہے ہیں اس کو کر کے بھی دکھائیں، یہ نہیں العیاذ باللہ کہ خود نماز چھوڑ کر دوسروں کو نماز کی دعوت دیں اور نہ یہ کہ دوسروں کو تو شرعی کاموں کی طرف بلاویں اور خود کا عمل شریعت کے مطابق نہ ہو۔

چنانچہ دوسری جگہ سورۂ الم نشرح میں ارشاد ہے فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○

جب آپ عبادتی تبلیغی کاموں سے فارغ ہو جائیں تو اپنے اوپر عبادتِ ذاتی میں مشقت اٹھایئے، مضبوطی کے ساتھ مخلوق سے الگ ہو کر ذکر و نوافل وغیرہ میں اللہ کی عبادت میں اپنے آپ کو لگایئے، اور مخلوق سے علیحدگی کا وقت رات کا

ہے، لہٰذا یہ یکسوئی رات کے وقت اختیار فرمائیے۔ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ○ اور رغبت کے ساتھ اپنے رب کی طرف متوجہ رہئے، اس آیت شریفہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مکلف بنایا جارہا ہے کہ اپنے لئے بھی کوئی مخصوص وقت ہونا چاہئے کہ جس میں اللہ کی یاد کے سوا کسی کا دخل اور شرکت غیر بالکل نہ ہو اور ذاتِ بحتؔ کے سوا کسی کی طرف بالکل توجہ نہ ہو۔

اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مکلف ہیں حالانکہ کارِ تبلیغ میں مشغولی آپ کو توجہ الی الحق سے مانع نہیں ہوسکتی تو پھر اُمت کے خدامِ دین کیلئے یہ حکم کیوں نہ ہوگا؟ اسی لئے مدرسین بھی، مبلغین و مصنفین و مؤلفین بھی، واعظین و مناظرین بھی سب ہی اس بات کے مکلف ہیں کہ کوئی وقت عبادت کا رات کے کسی حصہ میں اپنے لئے مستقل رکھیں، بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تو یہ حکم ہو اور مدرسین و معلم وغیرہ کیلئے نہ ہو، اسے کون باور کرے گا۔

بعض معلمین و مدرسین یہ خیال کرتے ہیں کہ تعلیم و تعلم میں مشغولی کے احادیث شریف میں بہت فضائل وارد ہوئے ہیں لہٰذا یہ پڑھنا پڑھانا اور مطالعہ کرنا قائم مقام تہجد کے ہوجائے گا۔ واہ، واہ خوب سمجھے کہ تعلیم میں مشغولی سے تہجد معاف ہوگئی۔ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تو تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے تھے پھر ان سے بھی تہجد معاف ہوجانا چاہئے تھا۔ واہ معلم صاحب خوب سمجھے، اظہارِ افسوس کررہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس سوء فہم سے محفوظ رکھیں، صدق و اخلاص نصیب فرمائیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

بسم اللہ خلاصۂ قرآن

حضرت مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی صاحب دامت برکاتہم

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تسمیہ میں علوم قرآنی کے جمع ہونے کی مختصر تشریح پیش کردی جائے جس کے ضمن میں اس نکتہ کی وضاحت بھی ہوجائے گی کہ با کے نقطہ میں قرآنی علوم کس طرح جمع ہیں۔

مذکورہ بالا حقیقت کے ادراک سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآنی علوم کا خلاصہ تین چیزیں ہیں (۱) علم کائنات (۲) علم فوائد دنیویہ (۳) علم فوائد اُخرویہ، چنانچہ تمام قرآن کریم کو الحمد سے والناس تک پڑھ لیا جائے تو انہیں تینوں علوم کا بیان ملے گا، علم کائنات کی دو قسمیں ہیں ایک انفسی اور ایک آفاقی، انفسی سے مراد وہ کائنات ہے جس میں انسان کی اندرونی حالت بیان ہو جس کو کائنات نفسی کہتے ہیں مثلاً قرآن پاک کی آیت ذیل میں اسی کا ذکر ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ﴿۱۷﴾ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ﴿۱۸﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ﴿۲۰﴾ الاٰية۔ (سورۃ عبس)

اس میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کا ذکر فرمایا ہے جو اندرونی حالت کا بیان ہے تو اس لحاظ سے یہ آیت کائنات نفسی سے متعلق ہے، آفاقی کائنات سے مراد وہ ہے جو آفاق میں پھیلی ہوئی ہو، پس وہ آیات جن میں آفاقی کائنات کا ذکر ہو مثلاً

زمین وآسمان اور پہاڑوں یا حیوانات کا تو وہ آیات علم کائنات پر مشتمل ہوں گی۔

اسی طرح قرآن کریم کی بعض آیات وہ ہیں جن میں فوائد دنیویہ یعنی دنیا کے فائدوں کا ذکر ہے جیسے ارشادِ ربانی ہے خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ایک جگہ ارشاد ہے سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ، ان آیات میں فوائد کا ذکر ہے۔ ایک حصہ ان آیات پر مشتمل ہے جس میں فوائد اُخروی یعنی آخرت کے فائدوں کا تذکرہ ہے، اس قسم کی آیات علوم اُخرویہ سے متعلق ہیں حلال وحرام، ثواب وعذاب، جنت ودوزخ کا ذکر جن آیات میں فرمایا گیا ہے وہ اسی قسم سے متعلق ہیں۔

خلاصہ یہ ہوا کہ پورے قرآن کریم میں بنیادی طور پر جو علوم مذکور ہیں ان کی تین ہی قسمیں ہوئیں، علم کائنات، علم فوائد دنیویہ، علم فوائد اُخرویہ، جس کی مختصر تشریح سطور بالا میں کردی گئی ہے، یہ تمام علوم اور مضامین بسم اللہ میں موجود ہیں، تسمیہ میں لفظ اللہ جل جلالہ، علوم کائنات پر مشتمل ہے چاہے کائنات انفسی ہو یا آفاقی، یہ اسم جلالی ہے اور کائنات کا سارا نظام اسی سے وابستہ ہے، کائناتی علوم سب کے سب اس میں موجود ہیں، فوائد دنیویہ سے متعلقہ علوم اسم ''رحمٰن'' میں جمع ہیں اور فوائد اُخرویہ کا تعلق صفت رحمت سے ہے اور وہ الرّحیم میں آگئے، یوں یہ تسمیہ تمام علوم کی جامع ہے۔

تمام قرآنی علوم کا خلاصہ خالق اور مخلوق کا تعلق اور مخلوق کا آپس میں ایک دوسرے سے تعلق اور حقوق کا ادا کرنا ہے، اس کی جامع تعبیر حقوق اللہ اور حقوق العباد

سے ہوسکتی ہے، قرآنی علوم کا مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں سے جڑا رہے، ان کے ساتھ اس کا ربط رہے، اسی ارتباط بین الشیئین کو الصاق کہتے ہیں جو صرف با کا اصلی معنی ہے، با کے اگرچہ بہت سے معانی ذکر کئے گئے ہیں لیکن اس کا اصلی معنی الصاق ہی ہے چنانچہ امام نحو علامہ سیبویہ نے اپنی کتاب میں اس کا صرف یہی معنی لکھا ہے، اس لحاظ سے ''با'' تمام علوم قرآنی کی جامع ہوئی کیونکہ علوم قرآنی کا خلاصہ بھی ارتباط اور الصاق ہے جس پر صرف با مشتمل ہے، لہٰذا یہ کہنا بجا طور پر درست ہے کہ با میں تمام علوم قرآنی جمع ہیں۔

تمام علوم قرآنی ''با'' کے نقطہ میں جمع ہیں

ہم پہلے تفصیلاً لکھ چکے ہیں کہ جملہ قرآنی علوم سورۃ الفاتحہ میں جمع ہیں اور سورت فاتحہ کے علوم تسمیہ یعنی بسم اللہ میں اور بسم اللہ کے علوم حرفِ با میں جمع ہیں، اب یہاں یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ تمام قرآنی علوم با کے نقطہ میں جمع ہیں، اگرچہ یہ بات نہایت عجیب اور حیران کن ہے لیکن ذیل کی تشریح کی روشنی میں اس کا سمجھنا بہت آسان ہے۔

یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ نقطہ صفر کا نام ہے اور صفر کا معنی ہے کچھ نہیں، صفر عدم کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں کو امتحان میں صفر ملا، اس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اسے کامیابی کا کوئی نمبر نہیں ملا ہے بلکہ اس صفر سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ اسے امتحان میں ایک نمبر بھی نہیں ملا اور وہ فیل ہوگیا ہے، لہٰذا صفر عدم یعنی کچھ نہیں کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اسی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا

ہے یعنی اپنے آپ کو صفر اور فنا سمجھنا، اور قرآن کریم کے تمام علوم کا خلاصہ یہی ہے کہ اپنے آپ کو صفر سمجھو اور فنا سمجھو، اور یہی سبق با کے نقطہ سے ہمیں ملتا ہے تو اس لحاظ سے قرآن کریم کے تمام علوم با کے نقطہ میں جمع ہیں۔ اس بیان سے تسمیہ کی جامعیت اور علوم اولین وآخرین کیلئے اس کا حاوی ہونا اظہر من الشمس ہے۔

بسم اللہ کے چند خواص مجربہ: حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ احکام وخواص بسم اللہ میں اس کے بعض خواص مجربہ تحریر فرمائے ہیں جو افادہ عوام کیلئے انہی کے الفاظ میں پیش کئے جارہے ہیں، امید ہے کہ مسلمان ان سے فائدہ اٹھائیں گے۔

ہر مشکل اور حاجت کیلئے: (۱) جو شخص بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو بارہ ہزار مرتبہ اس طرح پڑھے کہ ہر ایک ہزار پورا کرنے کے بعد درود شریف کم از کم ایک مرتبہ پڑھے اور اپنے مقصد کیلئے دُعا مانگے، پھر ایک ہزار اور اسی طرح پڑھ کر دُعا کرے اور اسی طرح بارہ ہزار پورا کردے تو ان شاء اللہ ہر مشکل آسان اور حاجت پوری ہوگی۔

(۲) جو شخص بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے اعداد کے موافق کہ وہ سات سو چھیاسی (۷۸۶) ہیں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو متواتر سات روز تک پڑھے اور اپنے مقصد کیلئے دُعا کیا کرے ان شاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔

تسخیر قلب کیلئے: جو شخص بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو چھ سو مرتبہ لکھ کر اپنے پاس

رکھے تو لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت وعزت ہوگی، کوئی اس سے بدسلوکی نہ کر سکے گا۔

آفات سے حفاظت: جو شخص محرم کی پہلی تاریخ کو ایک سو تیرہ مرتبہ پوری بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا ہر طرح کی آفات ومصائب سے محفوظ رہے گا، مجرب ہے۔

چوری اور شیطانی اثرات سے حفاظت: سونے سے پہلے اکیس مرتبہ پڑھے تو چوری اور شیطانی اثرات سے اور اچانک موت سے محفوظ رہے گا۔

ظالم پر غلبہ: کسی ظالم کے سامنے پچاس مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو مغلوب کرے، اسے غالب کردیں گے۔

ذہن اور حافظہ کیلئے: سات سو چھیاسی (۷۸۶) مرتبہ پانی پر دم کرکے طلوع آفتاب کے وقت پیئے تو ذہن کھل جائے اور حافظہ قوی ہوجائے۔

حب کیلئے: سات سو چھیاسی (۷۸۶) مرتبہ پانی پر دم کرکے جس کو پلائے اس کو گہری محبت ہوجائے (ناجائز کاموں میں استعمال کرے گا تو وبال کا خطرہ ہے)۔

اولاد کی حفاظت کیلئے: جس عورت کے بچے زندہ نہ رہتے ہوں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کو اکسٹھ (۶۱) مرتبہ لکھ کر تعویذ بنا کے اپنے پاس رکھے تو بچے محفوظ رہیں گے، مجرب ہے۔

کھیتی کی حفاظت اور برکت کیلئے: ایک سو مرتبہ کاغذ پر لکھ کر کھیت میں دفن کردے تو کھیتی تمام آفات سے محفوظ رہے اور اس میں برکت ہو۔

حکام کیلئے: بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کسی کاغذ پر پانچ سو مرتبہ لکھے اور اس پر ڈیڑھ سو مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھے پھر اس تعویذ کو اپنے پاس رکھے تو حکام مہربان ہوجائیں۔

دردسر کیلئے: اکیس (۲۱) مرتبہ لکھ کر درد والے کے گلے میں یا سر پر باندھ دیں تو درد سر جاتا رہے۔

بسم اللہ کی خصوصیات وبرکات بہت زیادہ ہیں ان میں سے چند بقدر ضرورت لکھی گئیں، واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

بسم اللہ کی بعض برکات

تسمیہ سے متعلق مضمون کے آخر میں ہم بسم اللہ کی برکات کے چند واقعات تحریر کرتے ہیں جس پر ہمارا یہ مضمون سردست مکمل ہوجائے گا، اس کے بعد آئندہ قسطوں میں خدا تعالیٰ نے چاہا تو سورۂ فاتحہ کی تفسیر وتشریح کا آغاز ہوگا۔

(۱) حدیث شریف میں تصریح ہے کہ گھر کا دروازہ بند کرتے وقت، اسی طرح چراغ گل کرتے وقت، نیز کھانا کھانے، سواری پر سوار ہونے، اُترنے، برتن ڈھانکنے کے وقت بسم اللہ کہو، اس سے تسمیہ کی برکت کا بخوبی علم ہوتا ہے۔

(۲) تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبرستان سے گذرے، آپ کو معلوم ہوا کہ قبر میں مدفون شخص کو عذاب ہورہا ہے، پھر کچھ عرصہ بعد

وہاں سے گذر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ شخص نہایت آرام میں ہے، جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا کہ میرے انتقال کے وقت میری اہلیہ اُمید سے تھی، اس کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا عطا فرمایا، جب وہ بڑا ہوا تو اس نے دین پڑھانے کیلئے اس کو بھیجا، یہ بچہ اپنی توتلی زبان میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھتا تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تیرا بچہ مجھے رحمان اور رحیم کہتا ہے مجھے شرم آتی ہے کہ میں تجھے عذاب دوں لہٰذا میں تجھے نجات دیتا ہوں، اب تم جنت میں عیش سے رہو۔

افسوس ناک غفلت

بسم اللہ کے احکام، فضائل، برکات وخواص آپ کے سامنے ہیں، اسلام نے ہر جائز ومباح کام کے شروع میں اس کے پڑھنے کی ہمیں تعلیم دی ہے اور حسبِ ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اچھا نیک کام بسم اللہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے، لیکن آج نئی تعلیم وتہذیب نے مسلمانوں کو اس مبارک عمل سے کتنا غافل کر دیا ہے کہ دورِ حاضر میں تقریر وتحریر اور کھانے پینے، چلنے پھرنے میں خدا کا نام لینا اور بسم اللہ کا پڑھنا مسلمانوں کی دقیانوسیت اور ملائیت کی علامت قرار دیا جاتا ہے، کس قدر محرومی اور بدنصیبی ہے کہ یہ چھوٹا سا بے محنت عمل جو کیمیا کا حکم رکھتا ہے اس سے مسلمانوں نے اپنے آپ کو محروم کر لیا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک آیت کی برکات سے مالا مال فرمائیں اور محرومی سے بچائیں۔ آمین

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

موت زیادہ قریب تر ہے

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

عَنْ عَبْدِ اللهِ ابنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّ بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاُمِّيْ نُطَيِّنُ شَيْئًا فَقَالَ مَاهٰذَا يَا عَبْدَ اللهِ قُلْتُ شَيْءٌ نُّصْلِحُهٗ قَالَ الْاَمْرُ اَسْرَعُ مِنْ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے اس حال میں کہ میں اور میری ماں مٹی سے کچھ مرمت یا درستی کررہے تھے (یعنی دیوار یا چھت کی) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ یعنی یہ کیا کررہے ہو؟ میں نے عرض کیا: ایک چیز ہے یعنی دیوار جس کو ہم درست کررہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے۔

تشریح: گھر کے خراب ہونے سے موت زیادہ قریب تر ہے پس اصلاحِ عمل زیادہ ضروری ہے گھر کی اصلاح اور درستی سے۔ گھر سے دل لگانا بے کار ہے، اور ظاہر یہ ہے کہ گھر کی یہ تعمیر ضرورت کیلئے نہ رہی ہوگی بلکہ صرف زینت اور مضبوطی کیلئے ہوگی ورنہ ضرورت پر تعمیر مذموم نہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْرِقُ الْمَاءَ فَيَتَيَمَّمُ بِالتُّرَابِ فَاَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللهِ اِنَّ الْمَاءَ مِنْكَ

قَرِیْبٌ یَقُوْلُ مَا یُدْرِیْنِیْ لَعَلِّیْ لَا اَبْلُغُهٗ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی پیشاب کرتے اور مٹی سے تیمم فرما لیتے۔ میں عرض کرتا: یارسول اللہؐ! پانی قریب ہے۔ آپ فرماتے: کس چیز نے مجھ کو بتایا ہے (یعنی کیا خبر ہے) شاید اس پانی تک نہ پہنچ سکوں۔ (پانی تک پہنچنے سے پہلے موت آجائے)۔

وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا ابْنُ اٰدَمَ وَهٰذَا اَجَلُهٗ وَوَضَعَ یَدَهٗ عِنْدَ قَفَاهُ ثُمَّ بَسَطَ فَقَالَ وَثُمَّ اَمَلُهٗ۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ آدمی ہے اور یہ اس کی موت اور یہ فرما کر آپ نے اپنا ہاتھ گدی کے قریب رکھا (یعنی موت اتنی قریب ہے) پھر ہاتھ کو پھیلایا (اور گدی سے دور لے گئے) اور فرمایا: اس جگہ انسان کی آرزو ہے یعنی دور تر ہے (یعنی موت قریب ہے اور انسان کی آرزو دور دراز)۔

تشریح: مطلب یہ ہے ک انسان کی موت قریب ہوتی ہے اور وہ دور دور کی اُمیدوں میں مشغول ہوتا ہے اور اس طرح عمل میں سستی اور تاخیر کرتا رہتا ہے کہ اچانک اسے موت آکر اعمال سے محروم کر کے دنیا سے لے جاتی ہے۔ پس اس نادانی سے ہوشیاری ضروری ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَرَزَ عُوْدًا بَیْنَ یَدَیْهِ وَاٰخَرَ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاٰخَرَ اَبْعَدَ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَا قَالُوا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا الْاَجَلُ،

أَرَاهُ قَالَ وَهٰذَا الْاَمَلُ فَيَتَعَاطَى الْاَمَلُ فَلَحِقَهُ الْاَجَلُ دُوْنَ الْاَمَلِ، رَوَاهُ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی زمین میں گاڑی پھر ایک لکڑی اس لکڑی کے پہلو میں اور ایک لکڑی ان سے بہت دور نصب کی اور پھر فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ لکڑی (یعنی پہلی لکڑی) انسان ہے اور یہ لکڑی (دوسری جو اس کے پہلو میں ہے) موت ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ تیسری لکڑی کی نسبت میرا یہ خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا اور یہ اُمید ہے، انسان اُمید اور آرزوؤں میں گرفتار رہتا ہے کہ موت آرزوؤں کے ختم ہونے سے پہلے آجاتی ہے۔

تشریح: پس اُمیدوں کے ساتھ پوری طرح عمل کی فکر و محنت بھی کرتا رہے تاکہ موت جب آوے تو عمل کی حسرت نہ رہے اور آخرت کا نقصان نہ ہو۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْمَارُ اُمَّتِيْ مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى سَبْعِيْنَ وَاَقَلُّهُمْ مَنْ يَجُوْزُ ذٰلِكَ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کی عمریں ساٹھ اور ستر سال کے درمیان میں ہیں اور بہت کم ہیں ایسے لوگ جن کی عمر اس سے زیادہ ہو۔ لہٰذا زیادہ زندگی کی اُمید سے عمل میں تاخیر نہ کرے۔

مجالسِ حکیم الامتؒ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہٗ

حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ کے اصلاحی ملفوظات جو روحانی زندگی میں عجیب انقلاب پیدا کرتے ہیں

فرمایا کہ آج کل بچوں کی تعلیم کے باب میں بڑی گڑبڑ ہورہی ہے نااہل استاد تعلیم دینے کیلئے مقرر ہوتے ہیں نہ تو تعلیم ہی بچوں کی ہوتی ہے نہ تربیت ایک بڑی کوتاہی یہ ہورہی ہے کہ بچہ کو مانوس بنا کر تعلیم نہیں دیتے میرا یہ مطلب نہیں کہ گستاخی کے درجہ تک مانوس بنوانا مقصود ہے مگر یہ بھی نہیں کہ متوحش بنایا جائے توحش کی حالت میں بچہ پڑھ نہیں سکتا اسی لئے ضرورت ہے کہ بچہ کو مانوس بنایا جائے مانوس ہونے کی حالت میں نہایت سہولت سے پڑھ سکتا ہے مگر یہ معلم لوگ اکثر سنگ دل اور کم عقل ہوجاتے ہیں تعلیم کیلئے ترحم اور عقل کی ضرورت ہے اور مزاحاً فرمایا کہ کبھی کبھی اکل کی بھی ضرورت ہے یعنی بچوں کو کچھ کھانے کو بھی دے دیا کریں مگر آج کل بچوں کو گلگلہ تو دیتے نہیں محض غلغلہ سے کام لیتے ہیں سو اس سے کیا کام چلتا ہے نیز معلم کیلئے تقوے کی بھی ضرورت ہے اس میں تقوے کو بھی بڑا دخل ہے اس سے برکت ہوتی ہے تعلیم میں۔

فرمایا کہ امامت کی حالت میں استغراق غیر مطلوب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سی نماز ہونا چاہئے کہ بچہ کے رونے کی بھی خبر ہوتی ہے البتہ انفرادی حالت میں استغراق

نافع ہے اب اس کا عکس ہو رہا ہے کہ تنہائی میں تو نماز جلدی جلدی پڑھتے ہیں اور امامت میں خوب دیر لگاتے ہیں کہ اگر استغراق نہیں تو استغراق کی نقل ہی سہی جس کی غرض بھی صحیح نہیں کہ اظہار حسن قرأت واظہار حسن صلاۃ بھی مطمع نظر ہے گو مقتدیوں کو تکلیف ہی کیوں نہ ہو ان حدود کو سمجھنا چاہئے تمام احکام کی طرح امامت میں بھی عقل صحیح کی ضرورت ہے ایک مسافر شاہ صاحب نے کانپور میں جمعہ کی نماز پڑھائی اول رکعت میں سورۂ ق پڑھی اور وہ بھی ترتیل کے ساتھ گرمی کا زمانہ تھا بعضے لوگ بے ہوش ہو کر گرنے کو ہو گئے ایک شخص کو قے ہو گئی یہ شاہ صاحب پیری مریدی کا بھی سلسلہ رکھتے تھے اس کے مقابل محققین کی عادت سنئے حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نہایت خوش الحان تھے مگر فجر کی نماز میں سورۂ اذا الشمس کوّرت اور اذا السماء انفطرت وامثالہما پڑھتے تھے۔

فرمایا کہ لڑکوں کو جس قدر مکتب اور مدرسہ جانے سے وحشت ہوتی ہے اس قدر وحشت خوف موت سے بھی نہیں ہوتی اس لئے سخت ضرورت ہے کہ ان کو مانوس بنا کر تعلیم دی جائے تا کہ یہ وحشت دور ہو مگر آج کل کے استاد بجائے مانوس بنانے کے بچوں کو اس قدر مارتے ہیں کہ اور وحشت بڑھ جاتی ہے سو یہ طرز بہت ہی برا ہے پھر ایک حکایت بیان فرمائی کہ مامون رشید یا ہارون رشید کا واقعہ ہے صحیح یاد نہیں رہا ان میں سے کسی کا لڑکا مکتب میں پڑھنے جاتا تھا ایک لڑکا ان کا غلام تھا وہ بھی پڑھتا اور مدرسہ میں ضروری خدمت بھی کرتا تھا اس غلام کا انتقال ہو گیا اس پر بادشاہ کو خیال ہوا کہ لڑکے کو رنج ہوا ہوگا کہا کہ بیٹا تمہارا خادم مر گیا ہم کو بڑا رنج ہے کہا کہ ابا جان اچھا ہوا مکتب سے چھوٹ گیا اس وحشت کی کوئی انتہا ہے۔

ماہنامہ
دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

اِرشاداتِ محی السنہؒ

مرتب: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

شیخ المشائخ محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نور اللہ مرقدہ کے روح پرور انقلابی اور معرفت سے بھرپور مجالس پیشِ خدمت ہیں۔

نقش قدم نبیؐ کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

ارشاد فرمایا کہ جن سنتوں پر خاندان یا معاشرہ مزاحمت نہیں کرتا ان پر عمل فوراً شروع کردیں جیسے کھانے پینے کی سنتیں، سونے جاگنے کی سنتیں وغیرہ تو اس سے نور پیدا ہوگا اور نور سے روح میں قوت پیدا ہوگی اور پھر ان سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق ہونے لگے گی جو نفس پر مشکل ہیں اور معاشرہ اور ماحول اس میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ سنت کا راستہ اَسہل، اَجمل اور اَکمل ہے مثلاً ہاتھ دھوکر کھانا یہ اَجمل ہے، سامنے سے کھاؤ اَسہل ہے، بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ کہہ کر کھاؤ یہ اَکمل ہے کیونکہ اس سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ دنیا میں ہم ہر چیز بڑھیا (عمدہ) پسند کرتے ہیں امرود عمدہ ہو، مکان

عمدہ ہو، لیکن وضو عمدہ ہو، نماز عمدہ ہو اس کی فکر نہیں اور وضو اور نماز عمدہ ہوتی ہے ان کی سنتوں کی پابندی سے۔ امرود کا باطن اچھا ہو لیکن اس کے اوپر داغ ہو آپ نہیں پسند کرتے۔ پس مسلمان کا ظاہر بھی عمدہ ہو اور باطن بھی عمدہ ہو۔ ظاہر بھی وضع قطع صلحاء سے آراستہ ہو اور باطن بھی۔ زمانہ ہو گیا وضو کرتے اور نماز پڑھتے مگر سنتیں وضو اور نماز کی معلوم نہیں الا ماشاء اللہ۔ اور دماغ کا یہ حال ہے کہ موٹر کھول کر ہر جز وعلیحدہ کر دیا اور صاف کر کے پھر سب کو فٹ کر دیا۔ جنرل اسٹورز کی ہزاروں چیزیں ازبر یاد کہ کونسی چیز کہاں ہے۔ گاہک نے مانگی اور فوراً ہاتھ پہنچا، مگر افسوس کہ آخرت کے معاملہ میں اس دماغ اور حافظہ کو استعمال ہی نہیں کیا کہ وضو اور تمام سنتوں کو اور سونے جاگنے، چلنے پھرنے، کھانے پینے کی تمام سنتوں اور دعاؤں کو سیکھتے۔

اے کہ تو دنیا میں اتنا چست ہے
دین میں کیوں آخر اتنا سست ہے

اگر ایک سنت ایک دن میں یاد کریں تو ۳۶۰ دن میں ۳۶۰ سنتیں یاد ہو جائیں گی۔

ارشاد فرمایا کہ سنت کے معنی کامل عمل اور صحیح عمل ہے۔

ارشاد فرمایا کہ بدعت کا گندہ پانی نکالنے کا سہل طریقہ یہ ہے کہ سنتوں کی خوب اشاعت کی جائے۔ جب سنت کے صاف پانی کا بہاؤ آئے گا۔ بدعت کا گندہ پانی خود بخود ختم ہو جائے گا۔

ماہنامہ
دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

فیضانِ کلیم

ملفوظاتِ طبیب الامت

مرتب: حضرت مولانا مفتی خواجہ معصوم ثاقب صاحب مدظلہ

طبیب الامۃ مرجع العلماء حضرت حکیم شاہ کلیم اللہ صاحب دامت برکاتہم کی صحبت کیمیاء اثر کے چند نقوش جو قارئین دعوۃ الحق کے پیش خدمت ہیں

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ، وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ، رَوَاهُ الْبُخَارِی۔ ابھی میں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی ایک آیت تلاوت کی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ باری تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور صادقین کی صحبت اختیار کریں اور جس حدیث شریف کا ایک حصہ میں نے تلاوت کی ہے وہ بخاری شریف میں اس طرح مروی ہے "عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ، وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ"۔ حضرت ابو ہریرۃؓ راوی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ستر سے بھی زیادہ شاخیں ہیں سب سے اعلیٰ اور افضل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور ادنی درجہ اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ یعنی تکلیف دہ چیزوں کا راستہ سے ہٹانا ہے۔ مجھے اس وقت ان دونوں امور سے متعلق اس وقت کچھ عرض نہیں کرنا ہے

بلکہ اس وقت حدیث شریف کا تیسرا حصہ اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ سے متعلق کچھ عرض کرنے کا داعیہ دل میں پیدا ہورہا ہے۔ حضرات علماء کرام نے اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ کا ترجمہ کیا ہے کہ حیاء ایسی چیز ہے جس پر بہت احکامات واخلاقیات کی بنیاد ہے۔

عزیزو! شرم اور حیا کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں، لیکن اگر ان کا خلاصہ نکالا جائے تو شرم وحیا دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک کا مخلوق سے اور دوسرے کا خالق سے تعلق ہوتا ہے۔ ہم میں سے اکثر کا حال یہ ہے کہ ہم مخلوق سے شرم کی وجہ سے کام کردیتے ہیں اور جو مالک حقیقی ہے اس سے شرم نہیں کرتے ہیں، بعض لوگوں کو شرعی احکامات پر عمل کرتے ہوئے شرم آتی ہے ایسی حیاء وشرم جو شرعی حکم کی بجا آوری میں رکاوٹ ہو مذموم ہے، یہ شرم وحیاء شریعت میں مطلوب نہیں ہے، ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ گناہ ہماری گھٹی میں شامل ہو چکا ہے اور ہم اس کے عادی ہوگئے ہیں جس کے نتیجہ میں ہمارا دل طاعات کے بجائے خرافات میں لگتا ہے۔ جہاں دین کی باتیں بتائی جاتی ہیں ایسی مجالس سے ہمارے دل اچاٹ ہو چکے ہیں۔

دینی مجالس میں شرکت کرنے والوں میں سے اکثر کا یہ خیال ہوتا ہے کہ امام یا مولوی صاحب کی ایک ہی طرح کی باتوں کو سن سن کر بور ہوگئے، امام صاحب اور مولوی صاحب نعوذ باللہ وہی رٹی رٹائی باتیں سناتے ہیں حالانکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جتنی دیر دینی مجلس میں آدمی بیٹھتا ہے اس کا وہ وقفہ طاعت میں شمار کیا جاتا ہے۔

ماہنامہ
دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

روحِ تصوف

مفتیٔ اعظم حضرت مولانا مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات

آپ اسّی برس اس طرح زندہ رہے کہ آپ کیلئے نہ کوئی خلوت خانہ تھا نہ کوئی علیحدہ گوشہ، بلکہ عام درویشوں کے مجمع میں سویا کرتے تھے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ان کو دولتِ باطن وہبی طور پر حاصل ہوئی تھی۔

فرمایا کرتے تھے کہ صحتِ حال کی علامت یہ ہے کہ صاحبِ حال غلبۂ حال کے وقت بھی تجاوز عن الحدود سے محفوظ رہے۔ جیسا کہ صحو (ہوش وسکون) کے وقت بھی وہ مغلوب الحال رہتا ہے۔ (یعنی صحو میں جس طرح غلبہ سے خالی نہیں جو اثر ہے سُکر کا اسی طرح سُکر میں محفوظ رہتا ہے جو اثر ہے صحو کا)۔

فرمایا کہ حالاتِ باطنی بجلی کی چمک کی طرح ہوتے ہیں کہ اُن کے عدمِ حصول کے وقت ان کی تحصیل ممکن نہیں اور حصول کے وقت ان کا ابقاء ممکن نہیں۔ مگر یہ کہ بعض احوال کو کسی شخص کیلئے غذا بنا دیا جائے۔ تو حق تعالیٰ اس کے حال کی تربیت فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اس کا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے۔ یعنی اس حال میں اُن کو دوام ہو سکتا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن طفسونی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات

فرمایا کرتے تھے کہ تواضع کے بے عملی مضر نہیں جبکہ فرائض وواجبات اور سُنن

مؤکدہ پر عمل کرتا رہے اور کبر کے ساتھ نہ کوئی عمل مستحب نتیجہ خیز ہوتا ہے نہ علم مطلوب۔

شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات

آپ اپنے مریدین سے فرماتے تھے کہ اصحابِ احوال کی نقل اُتارنے سے بچو جب تک کہ تم طریق میں پختہ کار ثابت قدم نہ ہوجاؤ، کیونکہ اگر ایسا کروگے تو وہ تمہیں سیر (یعنی منازلِ تصوف طے کرنے) سے روک دے گا۔ حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہے کہ اس میں ریاء ودعویٰ سے اطمینان نہیں۔

شیخ ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات

فرماتے تھے کہ اس کا مراقبہ کرو کہ حق تعالیٰ تمہیں دیکھ رہے ہیں اس کا مراقبہ کرو کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو۔ حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ طریق اول اقرب الی الفناء ہے۔

فائدہ: یعنی جب کسی شخص کو یہ استحضار ہوجاوے کہ حق تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں تو اس کی خواہشات اور ارادے بلکہ خود اپنا وجود کالعدم ہوجائے گا۔ یہی مقامِ فنا ہے جو منازلِ تصوف میں انتہائی مقام ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ جو درویش ہر گھڑی میں یہ معلوم نہ رکھے کہ میری حالت میں کمی ہوگئی یا زیادتی، وہ درویش نہیں۔ (یعنی درویش کیلئے لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی حالت کی فکر میں رہے۔ اگر زیادتی ہو تو شکر کرے اور کمی ہوجاوے تو تدارک کی فکر کرے)۔

فرمایا کہ جو شخص حق تعالیٰ کے ذکر وفکر میں مشغول ہونے والے کو قطع کرے (یعنی اس کا دھیان بٹائے) حق تعالیٰ اس کو اپنے سے قطع فرمادیتے ہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

دُعا خود عبادت ہے

حضرت مولانا شرف الدین یحییٰ منیری نور اللہ مرقدہٗ

حضرت رابعہ عدویہ قدس سرہا بہت کہا کرتی تھیں۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ قِلَّۃِ صِدْقِیْ فِیْ قَوْلِیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ میرے استغفر اللہ کہنے میں سچائی بہت کم ہے۔ میں اس سے خدا سے استغفار طلب کرتی ہوں، اس کا مقصد بھی وہی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیتِ شریف کے معنی کو ہم نے پوچھا وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْ وَّقُلُوْبُھُمْ وَجِلَۃٌ (اور جو لوگ کہ دیدیتے ہیں جو ان کو خدا نے دیا ہے پھر بھی ان کے دل ڈرتے ہیں) اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت کس کے حق میں ہے؟ جو شخص شراب پیئے، زنا کرے؟ ارشاد ہوا نہیں۔ یہ آیت اس شخص کے حق میں ہے جو نماز پڑھے، روزہ رکھے، صدقہ دے اور ڈرتا کانپتا رہے۔ اس خیال سے کہ نہیں معلوم یہ عبادت ہماری قبول ہوگی یا نہیں۔ ان بزرگوں کا قول ہے کہ آدمی نہ ڈرے تو کیا کرے۔ یہ تو صرف اس کا کرم ہے کہ ہمارا پردہ فاش نہیں ہوتا ورنہ نفاق کا حال یہ ہے کہ آپس میں سلام کلام اس طرح کرتے ہیں جس سے بغایت رسمی محبت ظاہر ہوتی ہے مگر دل سے خار کھاتا ہے نہیں پسند کرتا کہ دو دل مل جُل کر اوقات بسر کریں بتاؤ یہ حقیقت اگر کھول دی جائے تو سب سے پہلے بیٹا باپ سے کنارہ کرے گا اور ماں لڑکے سے بھاگے گی۔ نظم

در شہر مرد نیست ز من نابکار تر　　مادر پسر نہ زاد ز من خاکسار تر
ہستم درونِ حلقۂ دعویٰ میانِ خلق　　جاے و گر ز حلقۂ در بر کنار
مغ با مغان بطوع ز من راست گوئے تر　　سگ با سگانِ زمن بہ وفا سازگار تو
ایں ست جائے شکر کہ دو موقف جلال　　نومیدہ تر کسے بود امیدوار تر

(شہر میں ہم سے زیادہ بُرا کوئی شخص نہیں ہے، کسی کی ماں نے مجھ جیسا خراب لڑکا پیدا نہیں کیا۔ ہم اپنے جھوٹے دعوے کی وجہ سے لوگوں کے بیچ میں گھرے ہوئے ہیں، اور ایک دوسری جگہ ہمارے لئے کشادہ آغوش ہے۔ شرابی شرابیوں سے ہم سے کہیں زیادہ سچی باتیں کرتا ہے، کتّے کتوں کے ساتھ ہم سے کہیں زیادہ وفاداری برتتے ہیں۔ یہ شکر کا مقام ہے کہ اُس کی عظمت وجلال کی جلوہ گاہ میں جس کو سب سے زیادہ ناامیدی ہوتی ہے اُسی کو زیادہ اُمیدوار بتایا جاتا ہے)۔

میرے عزیز! اللہ تمہاری دعاؤں کو قبول کرے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس امر میں اہلِ معاملت کا اختلاف ہے کہ دُعا کرنا اولیٰ ہے یا خاموش رہنا، کیونکہ ازل میں جو حکم جاری ہو چکا وہ ہو کر رہے گا۔ بعض کا قول ہے کہ دُعا بہ نفس نفیس خود عبادت ہے۔

حدیث شریف میں ہے اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ (دُعا عبادت کا مغز ہے) پھر جو چیز عبادت بنائی گئی ہے ترک کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ اس پر عمل کیا جائے مانا کہ دُعا قبول نہ ہو، اور حاجت پوری نہ ہو، کم از کم اتنا تو ہوگا کہ ایک عبادت پر عمل ہو جائے گا اور دُعاء میں ایک قسم کی حاجت مندی اور نیازمندی کا اظہار ہے اس بارگاہِ الٰہی میں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

اخلاقِ سلف

عارف باللہ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاپگڈھی نور اللہ مرقدہٗ

سلف صالحین کے اخلاق میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اسرار کو مخفی رکھتے اور جس کے حق میں کوئی بات سنتے اس تک نہ پہنچاتے۔ مثل مشہور ہے ''قلوب الاحرار قبور الاسرار'' یعنی بزرگوں کے سینے اسرار کے دفینے ہیں۔ اگر اہل اللہ اسرار کی حفاظت نہ کریں تو کون کرے گا۔ یہ خلق اس وقت بالکل معدوم ہے۔ آج کل کے لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایک بات سنتے ہیں پھر جوان کے پاس آتا ہے فوراً اس کو سناتے ہیں۔ بعض اوقات وہ بات شہر کی بربادی کا باعث ہوجاتی ہے۔ تم نے ان کو کہتے دیکھا ہوگا کہ ایک ایسے ولی اللہ نے ہمیں یہ بات بتلائی ہے جس کو متہم سمجھنا جائز نہیں غرض کہ ان لوگوں کا نام ولی رکھتے ہیں۔ حالانکہ چغلی کے نقل کرنے اور لوگوں میں فساد برپا کرنے کے باعث ان کا شمار فاسقوں میں ہوتا ہے۔ اگرچہ ان کا مقصود یہ نہ ہو۔

یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں چغلخور جادوگر سے بھی بُرا ہے مگر اس کا کسی کو خیال نہیں۔ چغلخور ایک دم میں وہ کام کرسکتا ہے جو جادوگر ایک مہینے میں بھی نہ کرسکے۔ چغلی نے خون بہادیئے ہیں۔ مال لٹادیا ہے، اور بڑے بڑے فتنے کھڑے کردیئے ہیں۔ کتنے لوگوں کو گھروں سے باہر نکلوادیا ہے۔ اس طرح کے بہت فساد مچائے ہیں۔ والحمد للہ رب العٰلمین

حمد باری تعالیٰ

از: علامہ عبدالرشید نسیم طالوت رحمہ اللہ

لائق حمد حقیقی ہے میرے اللہ تو
تو ہی رب العالمین ہے غیب سے آگاہ تو

تیری رحمت ہے محیط ایں جا وآں جا
اور حفاظت کے لئے ہر وقت ہے ہمراہ تو

مالکِ یومِ جزاء ہے خالق ارض و سماء
تو کرم فرمائے تو دیتا ہے عزوجاہ تو

تو ہدایت دے تو ملتا ہے صراطِ مستقیم
اور انعمت علیہم کی دکھائے راہ تو

ہر اعانت غیر ممکن ہے عنایت کے سوا
اور عنایت تو فقط کرتا ہے اے اللہ تو

اِستعانت غیر سے پھر کیسے کرسکتے ہیں ہم
جب کہ دنیا اور عقبیٰ کا ہے شاہنشاہ تو

انجمن انجم کی روشن ہے تیرے انوار سے
اور مولا! ہے تجلی بخش مہر و ماہ تو

علَّم الاسماء سے لے کر تابہ تعلیم قلم
ہر قدم ہر گاہ پر ہے راہنمائے راہ تو

پاکی اور ناپاکی کے مسائل

فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ

سوال: دھوبی کے دھوئے ہوئے کپڑے پاک ہوتے ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ دھوبی کپڑے کو تین بار نہیں دھوتے، دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پر اگر کوئی دھبہ بڑا یا چھوٹا موجود ہو تو اس کو پاک کرنا چاہئے یا نہیں؟

جواب: دھوبی بڑے تالاب یا نہر یا دریا میں کپڑے دھوتے ہیں تو وہ کپڑے پاک ہیں، بہتے پانی یا کثیر پانی میں کپڑے کا پڑا رہنا بھی تین بار دھونے کے حکم میں ہے۔ پکا نشان (دھبہ) باقی رہ جائے اور نجاست کا جسم دھل جائے تب بھی کپڑا پاک ہے۔

سوال: عام طور پر دھوبی ایک ٹب میں پٹرول ڈال کر پاک و نجس کپڑے ملا دیتے ہیں پھر اس کو خشک کر کے لاتے ہیں، ایسی صورت میں یہ کپڑے بھی نجس کپڑوں کے حکم میں شامل ہوں گے یا نہ؟

جواب: اگر پاک کپڑوں میں نجاست کا اثر ظاہر ہو جائے تو وہ بھی نجس کپڑوں کے حکم میں ہوں گے۔

سوال: ناپاک کپڑا دھو کر بغیر نچوڑے دھوپ میں ڈالدیا پھر وہ سوکھ گیا اسی طرح تین مرتبہ کیا تو کپڑا پاک ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز کپڑا کتنا نچوڑا جائے؟

جواب: اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے بھی کپڑا پاک ہو جائے گا اور نچوڑنے میں اپنی طاقت کا اعتبار ہے اس سے زیادہ کا آدمی مکلف نہیں۔

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیارا طریقہ

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

نکاح کی سنتیں

۱) مسنون (برکت والا) نکاح وہ ہے جو سادہ ہو جس میں ہنگامہ یا زیادہ تکلفات اور جہیز وغیرہ کے سامان کا جھگڑا نہ ہو۔

۲) نکاح کے لئے نیک اور صالح فرد کو تلاش کرنا اور منگنی یا پیغام بھیجنا مسنون ہے۔

۳) جمعہ کے دن مسجد میں اور شوال کے مہینہ میں نکاح کرنا پسندیدہ اور مسنون ہے۔

۴) نکاح کو مشہور کرنا سنت ہے۔

۵) حسبِ استطاعت مہر مقرر کرنا سنت ہے۔

۶) شادی کی پہلی رات جب بیوی سے تنہائی ہو تو بیوی کی پیشانی پکڑ کر یہ دُعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَھَا عَلَیْہِ۔

ترجمہ: اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کی عادات واخلاق کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کے اخلاق وعادات کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

(پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیاری سنتیں)

ماہنامہ دعوۃ الحق
محرم ۱۴۴۶ھ جولائی / اگست 2024ء

گناہ اور اس کے نقصانات

شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی ابوبکر صاحب مدظلہ العالی

آج ہم لوگ زہر کھا رہے ہیں یعنی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں مگر اس کا تریاق وعلاج یعنی توبہ وشریعت وسنت پر عمل کے لئے تیار نہیں ایسی صورت میں زہر کھانے والا کب تک صحت مند رہ سکتا ہے جس طرح زہر کے استعمال کرنے سے زندگی کے بجائے موت آجاتی ہے اسی طرح ان گناہوں میں سے ایک ایک گناہ یہ بھی جنت کی زندگی کے بجائے جہنم میں پہنچا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ فضل نہ فرمائے۔

چند گناہ کبیرہ جن پر وعیدیں آئی ہیں۔ جو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے اور ایک گناہ بھی جہنم میں لے جانے کے لئے کافی ہے۔

(۴۵) سود دینا۔

سود کا ایک پیسہ لینا اپنی سگی ماں سے کعبۃ اللہ میں چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بدتر ہے اس لئے نہ سود لیا جائے نہ دیا جائے۔

(۴۶) سود لکھنا۔

جو سود قرآن کے اعلان کے مطابق مال گھٹانے والا ہے تو اس کو لکھنے والا بھی اس میں شامل ہوگا۔

گناہ کے نقصانات

(۱۰۰) گنہگار شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بے قدر وذلیل ہوجاتا ہے اور مخلوق میں بھی عزت نہیں رہتی گویا اس کے شر یا کسی لالچ سے لوگ اس کی تعظیم کریں لیکن کسی کے دل میں اس کی عظمت نہیں رہتی۔

(۴) الایمان بالرسل

نظر فرمودہ شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت اقدس مولانا الحاج الشاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پیغمبروں کے بارے میں عقیدے

عقیدہ کی تعریف: دین کی وہ اصولی اور ضروری باتیں جن کا جاننا اور دل سے ان پر یقین کرنا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے۔

عقیدہ:۱ اللہ تعالیٰ نے بندوں کو صحیح اور سیدھا راستہ بتلانے اور ان تک اپنے احکام پہنچانے کیلئے جن انسانوں کو چُنا اور مقرر کیا ہے ان کو ''نبی'' اور ''رسول'' کہتے ہیں۔

عقیدہ:۲ نبی اور رسول بننے میں آدمی کی اپنی عبادت و ذہانت اور کوشش کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں یہ مرتبہ دیتے ہیں۔

عقیدہ:۳ پیغمبر کفر و شرک اور جھوٹ اور تمام گناہوں اور برے کاموں اور بری عادتوں سے پاک ہوتے ہیں، ان سے جان بوجھ کر یا بھول سے کوئی بڑا یا چھوٹا گناہ نہیں ہوتا۔

DAWAT-UL-HAQ

#43 Mulla Street, Pernambut - 635 810. (Vellore Dist.)
Email: mudeer@dawatulhaq.in Phone: 04171-231292
www.dawatulhaq.in

FOR PRIVATE CIRCULATION ONLY

جواہر حکمت

تجھ سے دم بھر بھی مجھے غفلت نہ ہو
تیرے ذکر وفکر سے فرصت نہ ہو
دل میں تیری یاد، لب پر نام ہو
عمر بھر اب تو یہی بس کام ہو

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)